سلسلہ عالیہ احمدیہ کا سب سے پہلا اور مشہور اخبار

جو حضرت خلیفۃ المسیح امیر المومنین سیدنا نورالدین رضؓ خلیفہ اول کی تحریک و ارشاد پر حضرت اولوالعزم صاحبزادہ صاحب میرزا بشیرالدین محمود احمد فضل عمر مصلح موعود خلیفہ ثانی کی سرپرستی میں زندہ ہوا۔

رجسٹرڈ نمبر ایل ۷۷

الحکم
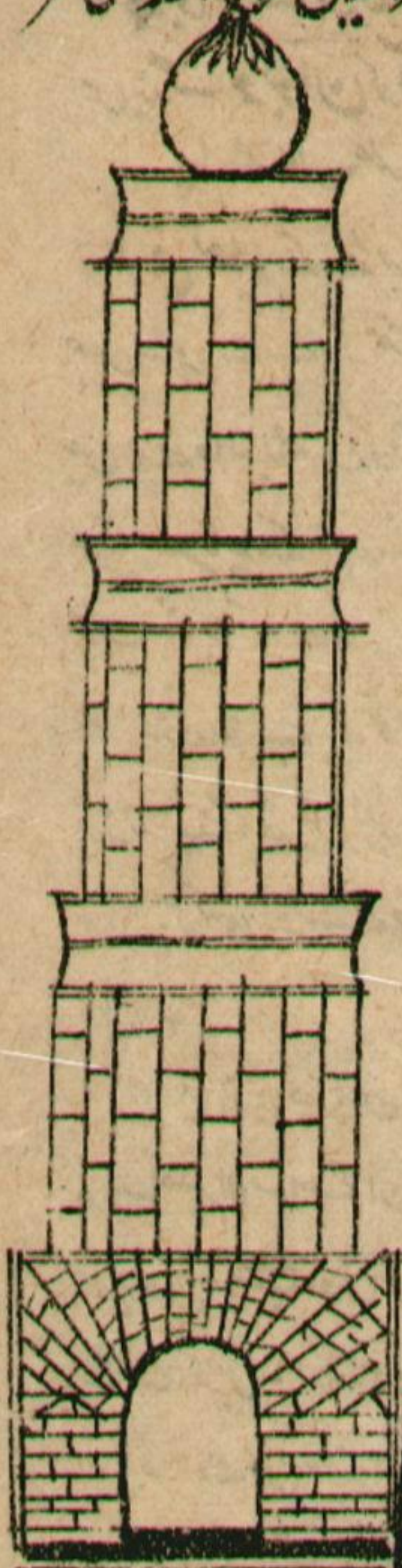
اِنَّ اللّٰہَ لَا یُغَیِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰی یُغَیِّرُوْا مَا بِاَنْفُسِہِمْ

بیشک خدا کسی قوم کی حالت تبدیل نہیں کرتا جبتک کہ قوم اپنی حالت کو تبدیل نہ کرے

بیا در بزم مستاں تا ببینی عالمے دیگر
بہشتے دیگر و ابلیس دیگر آدمے دیگر

قادیان دارالامان کے کارخانہ انوار احمدیہ سے ہر ماہ کی ۷، ۱۴، ۲۱، ۲۸ تاریخ سے شائع ہوتا ہے۔

شرح قیمت
جو پیشگی لی جائیگی
عوام سے صر
خواص سے عہ
ہندوستان سے باہر ۔
غیر ذی اسباب اور غیر مستطیع احباب سے ۱۲

ایڈیٹر شیخ یعقوب علی تراب احمدی

چہ گویم باتو گر آئی بچادر قادیاں بینی!
دوا بینی شفا بینی غرض دارالاماں بینی!

جلد ۱۹ | مورخہ ۲۱ جون سنہ ۱۵ء | نمبر ۲۳

مدرسہ تعلیم الاسلام کے پرانے طالب علم اپنے فرض سے کب تک غافل رہیں گے؟

مدرسہ تعلیم الاسلام کے پرانے طالبعلموں کے ذمہ ان کے مدرسہ کا ایک اہم فرض ہے۔ جس کی طرف انہوں نے اب تک توجہ نہیں کی۔ میں نے متعدد مرتبہ انہیں اس خواب غفلت سے بیدار کرنے کی کوشش کی۔ مگر میں دیکھتا ہوں۔ کہ وہ شاید سمجھتے ہیں۔ کہ ابھی بیدار ہونے کا وقت نہیں آیا۔ اگر وہ اسی وجہ سے اپنی غفلت کے بچھونے کو چھوڑنا نہیں چاہتے تو ان پر افسوس۔

مدرسہ تعلیم الاسلام کے فرزندوں اور اس کے آغوش تربیت میں رہ کر فیض پانے والوں میں سے بہت سے نوجوان ایسے ہیں۔ جو کالج کی ڈگریاں حاصل کر چکے ہیں۔ یا بعض کالجوں میں ہیں۔ اور بعض برسرکار ہیں۔ اگر مدرسہ تعلیم الاسلام چھوڑنے کے بعد ان کے تعلقات بہت مضبوط اور مستحکم تعلقات نہ ہوں۔ تو ایک افسوسناک امر ہوگا۔ اس میں شک نہیں۔ کہ احمدیت نے ان کے تعلقات کو اخوت کے رنگ میں رنگین کر کے انہیں مستحکم اور خدا کے فضل سے مستقل بنا دیا ہے۔ مگر میری غرض یہاں تعلقات کی مضبوطی سے مدرسہ تعلیم الاسلام کے ساتھ تعلقات مراد ہیں دیکھنا یہ ہے۔ کہ وہ

مدرسہ کے لئے کیا کام کر رہے ہیں؟

اور مدرسہ کو کالج تک لے جانے یا اس سے بھی اوپر چڑھانے کے لئے ان کی ہمتوں اور تجویزوں ہاں عملی تدابیروں کا دائرہ کس حد تک کھینچا گیا ہے۔ اس سوال کا جواب دینے کی میں کوشش نہیں کرتا۔ بلکہ اس کا جواب تعلیم الاسلام کے ان فرزندوں کو دینا چاہیے۔ جو میرے اس مضمون کے مخاطب ہیں۔

میں نہایت افسوس سے ظاہر کرنے پر مجبور ہوں۔ کہ باوجود متعدد مرتبہ قوم کے ان ہونہار فرزندوں کو اس طرف توجہ دلائی گئی۔ کہ وہ عملی کام کے لئے

ایک ایسوسی ایشن قائم کریں

مگر یا تو میرے الفاظ اور تحریک میں قوت اور بیداری کا اثر نہیں۔ یا جن کو خطاب کیا گیا ہے۔ ان کی غفلت حد سے بڑھی ہوئی ہے۔ گذشتہ سالوں میں جب اس تحریک کو پیش کیا گیا تھا۔ ممکن ہے ہمارے مدرسہ کے سابق ہیڈ ماسٹر صاحب کسی وجہ سے اس کو ناپسند کرتے ہوں۔ مگر اب جبکہ مدرسہ تعلیم الاسلام کا چارج ایک ایسے نوجوان کے ہاتھ میں ہے جس کو مدرسہ تعلیم الاسلام سے ایک وقت تعلق رہا ہے۔ تو کوئی وجہ نہیں ہو سکتی۔ کہ اب اس ایسوسی ایشن کا بنیادی پتھر نہ رکھا جائے ؎

میں نے گذشتہ سال حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحب بی - اے کو بھی متوجہ کیا تھا - مگر نہیں معلوم کیوں اس بزرگ نوجوان کو توجہ نہیں ہوئی -

پرانے طالب علموں کی ایسوسی ایشن قایم ہو جاوے تو ترقی تعلیم کے لئے بہت سی مفید صورتیں نکل سکتی ہیں ہمیں ضرورت ہے - کہ مختلف فنون اور علوم کے کالجوں میں اپنے طالب علموں کو بھیجیں - مگر بعض اوقات کیا عموماً سرمایہ کے نہ ہونے کی وجہ سے اعلیٰ تعلیم کے لئے ہمیں رُک جانا پڑتا ہے -

ضرورت ہے - کہ قوم کا تعلیمی کام مدرسہ کے یہ ہونہار فرزند اپنے ہاتھ میں لیں - اور بزرگان ملت کی توجہ اور وقت کو کسی دوسرے ضروری کام میں مصروف ہونے دیں *

میں آج پھر اس تحریک کی ابتدا کرتا ہوں - اور مدرسہ تعلیم الاسلام کے ان فرزندوں کو جو یہاں قادیان میں موجود ہیں - سب سے اول خطاب کرتا ہوں - کہ وہ اپنے فرض کو شناخت کریں - اور اس ایسوسی ایشن کو قائم کریں - اس جماعت میں حضرت خلیفۃ المسیح ثانی بھی داخل ہوں گے - کہ انہوں نے مدرسہ تعلیم الاسلام میں طالب علم کی حیثیت سے کچھ سال گذارے ہیں - اور تعلیمی فیض اس انسٹیٹیوشن سے پایا ہے - پھر سمجھ میں آسکتا ہے - کہ یہ پرانے طلبا کی ایسوسی ایشن کیسی اعلیٰ درجہ کی ہو سکتی ہے - اگر مدرسہ کے ان طالبعلموں ان نوجوانوں نے حرکت نہ کی - تو مجبوراً مدرسہ تعلیم الا کے ایک پرانے اور سب سے پہلے استاد ہونے کی حیثیت سے میں خدا کے فضل پر بھروسہ کر کے اس کام کا آغاز کروں گا - اور اس ایسوسی ایشن کی بنیاد رکھنے کے لئے بقدر ہمت آگے بڑھوں گا - میں نے ایک مفید تحریک کو پیش کر دیا ہے - اس کے مختلف اور مفید پہلوؤں پر غور کرنا اب نوجوانانِ مدرسہ کا فرض ہے - خدا انہیں ہمت دے * آمین

نہایت افسوس سے ظاہر کیا جاتا ہے - کہ حضرت اقدس کے ایک نہایت مخلص اور پرانے دوست حضرت سیٹھ عبد الرحمٰن صاحب مدراسی کی خبر وفات پہنچی - مفصل پھر *

خلافت راشدہ

نمبر ۴

وصیت الحق

۲۷ - دسمبر ۱۹۱۴ء کی شام کو بعد نماز مغرب حضرت خلیفۃ المسیح مدظلہ اللہ تعالیٰ نے تمام انجمنوں کے سکرٹری اور میر مجلس صاحبان کو حاضر آنے کا ارشاد فرمایا تھا - چنانچہ سب لوگ آچکے - تو باوجودیکہ آپ کو بہت ضعف تھا - آپ نے مندرجہ ذیل تقریر فرمائی جس کو میں وصیت الحق کے عنوان سے شائع کرتا ہوں - وباللہ التوفیق (ایڈیٹر)

میں نے آپ لوگوں کو ایک خاص وجہ کے لئے بلایا ہے سالگذشتہ میں میرے دل پر ایک رنجیدگی تھی - کہ آپ لوگ مجھ سے نہیں ملے تھے - اس لئے میں نے چاہا تھا - کہ اگر سال آیندہ زندہ رہوں - تو آپ کو ملاقات کرونگا -

یاد رکھو قوم میں دو قسم کے لوگ ہوتے ہیں - ایک نافہم دوسرے وہ جن کو اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل و کرم سے فہم بخشا ہے - نافہموں کی میں ایک مثال سناتا ہوں -

ایک عورت حضرت صاحب (علیہ الصلوٰۃ والسلام) کے پاس آئی اور میں نے عورتوں سے سنا - کہ اس نے ایک سو روپیہ حضرت کو نذر دیا - قدرت الٰہی سے وہ عورت میرے پاس بھی آئی - اس کے ساتھ ایک جوان خوبصورت لڑکی بھی تھی - اس عورت نے مجھے کہا - کہ میرے لئے آپ دعا کریں - کہ اللہ تعالیٰ مجھے اولاد دے - میں نے اس لڑکی کو دیکھ کر سمجھا - کہ یہ اسی کی لڑکی ہے - اس لئے میں نے اس سے پوچھا - کہ یہ کس کی لڑکی ہے - اس نے کہا - کہ میری ہی ہے - مگر میرے اولاد نہیں -

میں اس کے اتنے ہی فہم پر تعجب کرتا تھا - کہ یہ لڑکی کو اولاد ہی نہیں سمجھتی - اس پر میں نے چاہا کہ اس کی تسلی کے لئے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا واقعہ اسے سناؤں - کہ آپ کی بھی لڑکی تھی - اس لئے میں نے اس سے پوچھا - کیا تو محمد رسول اللہ (صلے اللہ علیہ وسلم) کو جانتی ہے - اس نے جواب دیا - جی میں پڑھی ہوئی نہیں - (گویا اس کے خیال میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا جاننا صرف پڑھنے ہی پر موقوف ہے)

تب میں نے اس کو کہا - کہ کیا تو جانتی ہے - کہ اس جہان کا پیدا کرنے والا بھی کوئی ہے ؟ اس نے جواب دیا - کہ پڑھے لکھے آدمی ہی جانتے ہوں گے - اس پر میں نے اس کو کہا - کہ تم جو مرزا صاحب کے پاس آئی اور سو روپیہ نذر دیا - کیا سمجھ کر آئی ہو - اس نے کہا - لوگ کہتے ہیں - کہ وہ اچھے آدمی ہیں - اس سے تم اندازہ کر لو - کہ بعض لوگ کیسے نافہم ہوتے ہیں - ہر قوم میں ایسے لوگ ہوتے ہیں - اور ایک وہ لوگ ہوتے ہیں - جن پر خدا تعالےٰ کا فضل ہوتا ہے - ان کو علم ہوتا ہے - فہم ہوتا ہے - وہ اللہ رب العالمین کو جانتے ہیں - محمد رسول اللہ خاتم النبیین کو سمجھتے ہیں - (صلے اللہ علیہ وسلم) اللہ تعالےٰ کے بھیجے ہوئے اور اس کے پیارے کو پہچانتے ہیں - یہ اللہ تعالیٰ کا احسان ہوتا ہے - اور خاص احسان ہوتا ہے - جن پر اللہ کا احسان ہے - ان کے لئے قرآن شریف میں فرمایا احسن کما احسن اللہ الیک - یعنی جیسے اللہ تعالیٰ نے تجھ پر احسان کیا ہے - تم بھی احسان کرو - تم پر بھی اللہ تعالےٰ نے فضل کیا ہے - تم کو جاہلوں سے نہیں بنایا - اور نافہم نہیں بنایا - نافہمی کا وہ نمونہ یاد رکھو - کہ وہ عورت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے نام تک سے ناواقف اور اخلاص ایسا کہ سو روپیہ دیدیا - پس تم خدا کا شکر کرو - کہ اس نے تم پر احسان کیا - اس کا شکریہ ہے - کہ جو پاک تعلیم تم نے سنی ہے - اسے مخلوق کو پہنچاؤ *

میں یہ بھی جانتا ہوں - کہ یہ کام بہت ہی بڑا ہے - میرے کسی وہم یا گوشہ خیال یا تخیلات شاعرانہ میں بھی نہیں آیا تھا - کہ میں کسی جماعت کا امام بنوں - یہ بات میرے وہم و گمان سے وراء الوراء تھی - بلکہ میرے شاگرد جانتے ہیں جنہوں نے مجھ سے کچھ پڑھا ہے - ایک حدیث ہے - اس کا مطلب اور ہی سمجھتا تھا - اب تو اور سمجھتا ہوں - اس کا خلاصہ یہ ہے - کہ قریشیوں کی سلطنت میں زوال نہ ہوگا - جب تک وہ بھی ہوں -

میں قریشی تھا - اور مرزا کا سچے دل سے مرید ہوا - ہماری جدِّ بزرگوار میں فرخ شاہ ایک بزرگ کابل میں گذرا ہے - درہ فرخ شاہ اب تک بھی اس کے نام سے ہے اس نے سلطنت جان بوجھ کر چھوڑ دی - اور تخت سے اتر کر چبوترہ پر اللہ تعالےٰ کی عبادت کی - اب بھی بہری قوم کے آدمی یاغستان میں شاہزادے کہلاتے ہیں تو میرے تو وہم میں بھی نہ تھا

کریں کسی جماعت کا امام ہونگا - لیکن جب اللہ تعالیٰ نے چاہا - تو ایک آن کی آن میں مجھے امام بنا دیا - اور ایک قوم کا امیر بنا دیا - تم سکرٹری لوگ ہو - پریذیڈنٹ بھی ہیں - تمہیں کبھی کبھی مشکلات پیش آجاتی ہونگی - اور پھر اسی سے عناد بڑھ جاتا ہے -

اول تو اس غلطی سے کہ کیوں مجھے عہدہ دار نہ بنایا میرا اپنا تو ایمان ہے کہ اگر حضرت صاحب کی لڑکی حفیظہ (امۃ الحفیظ) کو امام بنا لیتے - تو سب سے پہلے میں بیعت کر لیتا اور اس کی ایسی ہی اطاعت کرتا جیسی مرزا کی فرمانبرداری کرتا تھا - اور اللہ تعالیٰ کے وعدوں پر یقین رکھتا - کہ اس کے ہاتھ پر بھی پورے ہو جاتیں گے - اس سے میری غرض یہ بتانا ہے - کہ کہ ایسی خواہش نہیں ہونی چاہیئے - غرض کبھی اس قسم کی مشکلات آتی ہونگی - پس پہلی نصیحت یہ ہے - اور خدا کے لئے اسکو مان لو - اللہ کہتا ہے -

لا تنازعوا فتفشلوا و تذھب ریحکم

اس منازعت سے تم بودے ہو جاؤ گے - اور تمہاری ہوا بگڑ جائے گی - پس تنازعہ نہ کرو - اللہ تعالیٰ چونکہ خالق فطرت تھا اور جانتا تھا - کہ جھگڑا ہوگا - اسلئے فرمایا - واصبروا ان اللہ مع الصٰبرین -

پس جب سکرٹری اور پریذیڈنٹ سے منازعت ہو تو اللہ تعالیٰ کے لئے صبر کرو - جو شخص اللہ تعالیٰ کی رضا کے لئے صبر کرتا ہے - تو اللہ تعالیٰ اس کے ساتھ ہوگا - میرا حق ہے کہ میں تم کو نصیحت کروں تم نے عہد کیا ہے کہ تمہاری بات مانیں گے - اس لئے میں کہتا ہوں کہ یہ مان لو - قطعاً منازعت نہ کرو - جہاں منازعت ہو - فوراً جناب الٰہی کے حضور گر پڑو - میں نے ابھی کہا ہے کہ اگر حفیظہ کو امام بنا لیتے - تو اسکی بھی مرزا صاحب جیسی ہی فرمانبرداری کرتا پس تم مشکلات سے مت ڈرو - مشکلات ہر جگہ آتی ہیں - میری دیر بھی آئیں - اور بڑی غلطی یا شوخی بابے آدمی - ... سے ہوئی - اب ہم نے درگذر کر دیا ہے - مگر انہوں نے حق نہیں سمجھا کہ کیا امامت کا حق ہوتا ہے یہ بھی کم علمی کا نتیجہ ہوتا ہے جو انسان حقوق شناسی نہ کرے - مگر اللہ تعالیٰ نے رحم فرمایا - ان کے دلوں کی آپ اصلاح کر دی - اور دل اللہ تعالیٰ ہی کے قبضہ قدرت میں تھے - اس نے سب کو میرے ساتھ ملا دیا - اور ان پر اور ہم پر اور ہماری قوم پر رحم اور احسان ہوا - غرض ایک یہ یاد رکھو - کہ تنازعہ نہ ہو - نہ آپ کرو نہ ماتحتوں کو کرنے دو - اللہ تعالیٰ نے ایسے موقعہ پر صبر کی تعلیم دی ہے - دوسری بعض جگہ جہاں کثرت سے لوگ ہیں - وہاں میں دیکھتا ہوں ترقی رک گئی ہے - اس کا کوئی مخفی راز ہے - اس کی تلافی دو طرح ہو سکتی ہے - ایک یہ کہ پریذیڈنٹ اور

سکرٹری اللہ تعالیٰ سے رو رو کر دعائیں کریں - آپ جانتے ہیں کہ سورج اور چاند گرہن پر مسلمانوں کے ہاں نماز پڑھی جاتی ہے - نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم جب سورج گرہن اور چاند گرہن ہوتا - تو گھبرا جاتے - حالانکہ وہ جانتے تھے - کہ قرآن کریم میں ہے - والقمر قدرناہ منازل - مگر وہ بہت گھبراتے تھے - اس کی وجہ یہ تھی - کہ وہ جانتے تھے - کہ سورج روشن تو رہتا ہے - مگر روشنی زمین پر نہیں آتی - اسیطرح چاند کی روشنی رک جاتی ہے - چاند گرہن ۱۳ - ۱۴ - ۱۵ تاریخ کو ہوتا ہے - جو اس کے کمال کے ایام ہیں - اور سورج گرہن ۲۷ - ۲۸ کو - باوجود اس علم کے کہ سورج اور چاند روشن ہیں - پھر ان کی روشنی رک جاتی ہے - نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم بہت گھبراتے - اس لئے کہ میں تو مبلغ ہوں - کہیں میری تبلیغ کا اثر نہ رک جاوے - اس لئے صدقہ کرتے - قربانی دیتے - دعائیں دیتے - غلاموں کو آزاد کرتے "

احمق فلاسفر اس ستر کو نہیں سمجھتے - مگر نبی جانتا ہے کہ وہ اپنی ذات میں روشن ہے - ایسا نہ ہو کہ آفتاب و ماہتاب کیطرح ہماری روشنی اور اثر بھی رک جائے - اس لئے وہ صدقہ وخیرات اور دعاؤں سے کام لیتے "

پس خوب یاد رکھو - کہ جہاں جماعت کی ترقی رک گئی ہے - وہاں پریذیڈنٹ اور سکرٹری صاحبان وضو کریں - نماز پڑھیں دعائیں کریں - اور اپنی ذات سے صدقہ اور خیرات کریں - کہ جناب الٰہی خود اس گرہن کو دور کرے - اور اس روک کو اٹھا دے - جو ان کے اثر کے آگے آگئی ہے " -

میں نے اسوقت تک دو باتیں بتائی ہیں - اول تنازعہ نہ کرو - پھر اگر ایسا ہو - تو صبر کرو - تیسری بات یہ بتائی - کہ اگر ترقی رک گئی ہے - تو صدقہ وخیرات کرو - استغفار کرو - دعاؤں سے کام لو - کہ ... فیضان رکنے جائے - اگر کوئی روک آگئی ہے - تو اللہ تعالیٰ اُسے دور کرے -

میں تم کو صدقہ کا حکم دیتا ہوں - اسلئے کہ الصدقۃ تطفی غضب الرب صدقہ فی الواقعہ اللہ تعالیٰ کے غضب کو بجھا دیتا ہے - اس کی بہت بڑی بڑی کہانیاں ہیں - اور میں ان باتوں کو مانتا ہوں - کہ صدقہ سے غضب الٰہی دور ہو جاتا ہے - تم تو مسلمان ہو - اسلئے ضرورت نہیں کہ وہ کہانیاں تمہیں سناؤں - ایک بتاتا ہوں - ایک شخص کو پھانسی کا حکم ہوا - اس نے راستہ سے دو پیسے کسی سے مانگے - اور ان کی روٹی لیکر کسی غریب کو دیدی - کسی نے اس سے پوچھا - کہ یہ تم نے کیا کیا ہے - اس نے کہا کہ مجھ پر غضب الٰہی

آیا ہے - اور میں نے صدقہ کیا ہے - اس سے ٹل جائیگا - انہوں نے کہا - کہ سولی کا تختہ سامنے ہے - اب کیا ٹل سکتا ہے - ادھر کسی نے بادشاہ سے کہا - کہ فلاں شخص جس کو پھانسی کا حکم دیا ہے بیگناہ ہے - بادشاہ نے کہا - کہ وہ تو پھانسی ملگیا ہوگا - اس پر اس نے عرض کیا - کہ شائد ابھی نہ دیا گیا ہو - چنانچہ بادشاہ نے سوار کے ہاتھ حکم بھیجا - کہ پھانسی نہ دو - جب وقت سوار پہنچا - وہ تختہ پر چڑھ چکا تھا - گو ابھی پھانسی پر لٹکایا نہیں گیا تھا - اس طرح پر اللہ تعالیٰ نے اس کو بچا لیا - یہ باتیں بناوٹ کی نہیں ہیں - واقعات ہیں - میں ایسی حالت میں ہوں - کہ اپنے اوپر پڑا زور ڈال کر بول رہا ہوں - پھر مرنے کی حالت میں جھوٹ بولنے کی مجھ کو کیا حاجت؟

پس تم یاد رکھو - کہ صدقہ غضب الٰہی کو روک دیتا ہے جسکا اثر متعدی نہیں رہا - وہ خدا کے آگے گر پڑے اور صدقہ وخیرات دے

چوتھی بات جو میں سمجھاتا ہوں وہ یہ ہے - کہ مال کمانے کے متعلق بڑی بدگمانی ہوتی ہے - یہاں کے کارکن امین ہیں نیک ہیں اگر کسی کی نسبت پیسہ کا جرم لگتا ہے - تو وہ چور نہیں ہوتے اس لئے تم اپنے مالوں کے لئے مطمئن رہو - جو مجھے کوئی دیتا ہے اس کیلئے بھی میں امین ہوں میں جب چھوٹا تھا - تو ایک امیر کبیر ہمارا دوست تھا - اس نے ایک لوئی خریدی - وہ اتنا بڑا مالدار تھا - کہ پچاس ساٹھ ہزار روپیہ اس کے پاس زکوٰۃ ہی کا تھا - میرا دل چاہا - کہ لوئی مول لوں میں نے خرید تو لی - مگر مجھے یہ یاد نہیں - کہ میں نے کبھی پہنی ہو - خریدنا تو اب تک یاد ہے - مگر پہننا ہرگز یاد نہیں - اللہ تعالیٰ اب تک مجھے پشمینہ ہی پہننے کو دیتا ہے - پس اپنی نسبت مطمئن کرتا ہوں - کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے مال کا حریص نہیں بنایا کیونکہ میرے دل میں مال کی خواہش بھی نہیں ہے *

تمہاری نذریں جو میرے پاس آتی ہیں - دو قسم کی ہوتی ہیں - ایک تو ایسی ہوتی ہیں - کہ میں ان کو لیکر باغ باغ ہو جاتا ہوں اسکی دو تین مثالیں بتاتا ہوں - حافظ معین الدین بڑا ہی مسکین اور مخلص آدمی ہے - نابینا آدمی ہے کوئی بھائی نہیں - باپ نہیں اور رشتہ دار نہیں - اگلے دن میرے پاس آیا - اور تین روپیہ مجھے دئے - اور کہا کہ اللہ تعالیٰ نے ... ہیں - اب میرا جی چاہتا ہے - کہ آپ ان کی یخنی پئیں - تو طاقت آجائیگی - اسکی بے کسی اور نابیناپن کو دیکھو - اور اخلاص کو دیکھو - میں نے اپنی بیوی کو کہا - کہ مجھے اس کی یخنی پلا دو -

تمھاری ذمہ واری بہت بڑھ گئی ہے

کچھ عرصہ گذرتا ہے ۔ کہ میں نے الحکم کے ذریعہ یہ مسرت افزا خبر احباب کو پہنچائی تھی ۔ کہ حضرت خلیفۃ المسیح نے مارشیس کو ایک مبلغ روانہ کیا ہے ۔ خدا کے فضل و کرم سے مولوی غلام محمد صوفی بخیر و عافیت مارشیس پہنچ گئے ۔ جیسا کہ ان کے برقی پیام سے معلوم ہوا ۔

صوفی صاحب نے جزیرہ سیلون میں قابل قدر کام کیا ہے ۔ اور وہاں احمدی انجمن قائم کر کے اور اس کے مختلف شہروں میں تبلیغ سلسلہ کے بعد وہ اپنے اصلی سفر پر روانہ ہو گئے ۔ اور منزل مقصود پر جا پہنچے ۔

ہندوستان سے ہزارہا میل کے فاصلہ پر تمہارا ایک گرامی قدر بھائی تمہاری طرف سے اس پیغام کو وہاں کے باشندوں کے سامنے پیش کرنے کے لئے آگے بڑھا ہے ۔ جس کا پہنچانا ہم میں سے ہر ایک کا **فرض** تھا ۔ **صوفی صاحب** کے وہاں جانے سے **قومی ذمہ واری** بہت بڑھ گئی ہے ممالک غیر میں تبلیغ و اشاعت کے لئے **اخراجات کا وقت** پر پہنچنا بلکہ ایک معقول رقم کا قبل از وقت ہاتھ میں موجود رہنا نہایت ضروری امر ہے ۔ کیونکہ فوری ضرورت پر روپیہ بھیجنے اور پہنچنے میں بھی خاصی دیر لگتی ہے ۔

وہاں کی ضروریات اور حالات پیش آمدہ کے لحاظ سے اخراجات کی نوعیت کی کوئی تشریح قبل از وقت نہیں ہو سکتی **فراغت** اور اطمینان کے ساتھ تبلیغ کے لئے ضرورت ہے ۔ کہ وہاں کی تبلیغ کے لئے فنڈ مضبوط ہو ۔

حضرت فضل عمر رضہ کے دل میں تبلیغ کے لئے جو جوش اور تڑپ ہے ۔ اس سے احمدی جماعت خوب واقف ہو چکی ہے ۔ وہ دنیا کے کناروں تک اور ملک کے چپہ چپہ زمین میں ایک بار جاء المسیح جاء المسیح کی آواز پہنچا دینا چاہتے ہیں ۔ اور منشاء الہٰی یہی ہے ۔ کہ یہ آواز دنیا کے کونہ کونہ تک پہنچ جاوے ۔ یہ خدا کا کام ہے ۔ ہو کر رہیگا ۔ مبارک ہونگے وہ لوگ جن کے ذریعہ یہ آواز پہنچے گی ۔

دنیا میں **تقسیم محنت** کے اصول پر جو کام بھی ہو ۔ یہی نہیں کہ وہ آسان ہو جاتا ہے ۔ بلکہ وہ منزل مقصود کے جلد قریب کر دیتا ہے ۔ قرآن مجید نے خود اسی اصول کو مد نظر رکھ کر یہ تعلیم دی ہے ۔ ولتکن منکم امۃ یدعون الی الخیر تبلیغ و اشاعت کے لئے ایک جماعت ہونی چاہیے ۔ سو خدا تعالیٰ کے فضل سے ایک جماعت اس مقصد کے لئے طیار ہو رہی ہے اور بعض طیار ہو کر باہر چلے گئے ہیں ۔ اب اس زمانہ میں جو ضروریات اور حاجات ہیں ۔ ان کے پورا کرنے کے لئے ان لوگوں کو آمادہ ہو جانا چاہئے ۔ جو خود اس مقصد کے لئے باہر نہیں جا سکتے اس انتظام کے لئے حضرت فضل عمر نے **انجمن ترقی اسلام** قائم کی ہے ۔ ترقی اسلام کے فنڈز کو جسقدر مضبوط کر سکیں گے ۔ اسی قدر تبلیغ کا دائرہ وسیع ہوگا ۔

مبلغین کو جب تم باہر بھیج رہے ہو ۔ تو یاد رکھو تمہاری ذمہ واری اب بہت بڑھ گئی ہے ۔ ایک طرف **ولایت** میں **چوہدری فتح محمد** صاحب تبلیغ کر رہے ہیں ۔ اور جس سرزمین میں **احمدیت کی تبلیغ** بقول خواجہ صاحب سم قاتل سمجھی جاتی تھی ۔ آج خدا کے فضل سے وہاں

احمدیت کا جھنڈا گاڑا گیا ہے

اور تو اور **ووکنگ** کی اس مسجد میں جس کا نام شروع میں **مسجد الفضل** بھی رکھا گیا تھا ۔ اور پھر چند نا معلوم وجوہات نے ایک مبارک نام کے ترک کرنے کی تحریک کی) بھی **احمدیت** کی تبلیغ شروع ہو گئی ۔ اور وہاں سے یہ خوشخبری آئی ہے کہ ایک **خاتون** کو اللہ تعالےٰ نے احمدیت کے دروازہ سے داخل ہونے کی توفیق دی ۔ اور کام کی کثرت نے چوہدری صاحب کو **ایک پونڈ** ہفتہ پر ایک اور شخص کی خدمات حاصل کرنی پڑی ہیں ۔ وہی **فتح محمد** جو خواجہ صاحب کی نظر میں محض ایک **نکما** وجود تھا ۔ اور جس کو ہمیشہ بیمار اور بیکار ظاہر کیا جاتا تھا ۔ اور جس کو محض روٹی کپڑا دینا بھی گراں سمجھا جاتا تھا ۔ آج خدا کے فضل کے نیچے **کارکن** ثابت ہونے لگا ۔

حقیقت یہ ہے ۔ کہ اگر **فتح محمد** ایسا ہی ناکارہ اور نکما تھا ۔ تو یہ حضرت **فضل عمر** کا ایک اعجازی نشان ہے کہ اس کو ایسا مفید اور کار آمد وجود بنا دیا ۔ بہرحال لنڈن میں **احمدیت** کی قبولیت اور پھر ووکنگ میں **احمدیت** کی قبولیت

عظیم الشان کامیابی کے آثار ہیں

ان نومسلموں کے لئے اور انگریزی بولنے اور جاننے والی قوموں کے لئے تبلیغ و اشاعت سلسلہ کی تکمیل نہیں ہو سکتی جب تک

قرآن مجید کا انگریزی ترجمہ ان کے ہاتھ میں نہو

حضرت فضل عمر رضہ نے اس ضرورت کو محسوس کیا اور پہلے جوش اور اخلاص سے محسوس کیا ۔ اور اس کو صرف تجویزوں اور اشتہاروں تک محدود نہیں رکھا ۔ بلکہ

عملی کام شروع کر دیا

احمدی جماعت اس سے ناواقف نہیں ۔ کہ **امیر المنکرین** نے متواتر تین سال تک ترجمۃ القرآن کے **انگریزی ترجمہ** کے لئے ایک معقول رقم تنخواہ میں وصول کی ۔ اور آخر اس کو اپنی

ذاتی جائداد قرار دیا

ایسا ترجمہ جو اس اخلاص اور دنیا پرستی کا نتیجہ ہو ۔ کس حد تک مفید اور بابرکت ہو سکتا تھا ۔ وہ ظاہر ہے خدا تعالیٰ نے آپ اسے رد کر دیا ۔ اور اب ترجمہ کرنے والوں کی وہ جماعت آگے بڑھی ۔ جو اس خدمت کو سرانجام دینا اپنی سعادت اور خدا کا فضل سمجھتی ہے ۔ اس میں **ایثار** ہے ۔ اور وہ اس خدمت کے لئے ہر قسم کی **قربانی** کے لئے ہر وقت **طیار** رہتے ہیں ۔

یہ اسی **ایثار** اور **اخلاص** کا نتیجہ ہے ۔ کہ اللہ تعالیٰ نے اس کے لئے ہر قسم کے سامان مہیا کر دیئے ہیں اپنے فضل کا نمونہ دکھایا چنانچہ بہت جلد یہ **نعمت** دنیا میں پہنچ جاویگی ۔ پس جہاں مبلغین کے لئے ضرورت ہے ۔ کہ تم ان کے لئے انتظام کرو وہاں اس بات کی ضرورت ہے ۔ کہ آنے والے نومسلموں کی تعلیم و تربیت کے لئے تمہارے ہاتھ میں سامان ہو ۔ کیونکہ تبلیغ کے نتائج جلد یا دیر میں اسی صورت میں ظاہر ہوں گے ۔ اور پھر پہلا کام نومسلموں کی دینی تعلیم و تربیت ہوگی ۔ اس کے لئے بھی فنڈ کی ضرورت ہے اور ان کی دینی تعلیم کے لئے ان کے ہاتھ میں **قرآن مجید** کا ترجمہ دینا لازمی امر ہے ۔ اور دوسرے چھوٹے چھوٹے دینیات کے رسالے اور حضرت مسیح موعود ؑ کی کتب کے ترجمے یہ ایک بڑا کام اور بہت بڑی ذمہ واری ہے ۔

پھر انگریزی ترجمہ ہی خصوصیت نہیں ۔ دوسری زبانوں میں قرآن مجید کا ترجمہ لازمی ہوگا ۔ اور خود ہندوستانی مختلف زبانوں میں تراجم اور تصانیف احمدیہ کے ترجمے شائع ہونے لازمی ہیں ۔ اس کام کی ضرورت اور اس کی اہمیت پر غور کرو ۔ تو تمہیں معلوم ہوگا کہ

تمہاری ذمہ واری بڑھ رہی ہے

پس سوچو ۔ اور آج اس کے لئے فکر کرو ۔ کہ اس عظیم الشان کام میں تم کس حد تک طیار ہو سکتے ہو ۔ اس سے پہلے کہ ضرورتیں تمہارا دروازہ کھٹکھٹائیں تم ان کا انتظام کرو ۔ ضرورت ہے ۔ کہ قوم کے ممتاز بزرگ اور انجمنوں کے اہل شوریٰ اس معاملہ پر غور کریں ۔ اور اپنی ذمہ واری اور کام کی ضرورت کو مد نظر رکھتے ہوئے آج ہی انتظام میں لگ جاویں ۔

سکھوں اور نانک پنتھیوں میں تبلیغ

کا مشن

احمدی نکتہ خیال سے

میرے معزز بھائی شیخ محمد یوسف صاحب نومسلم ایڈیٹر نور نے ایک چٹھی میرے پاس بغرض اشاعت بھیجی ہے۔ جس کو میں ذیل میں درج کرتا ہوں شیخ صاحب سکھوں اور نانک پنتھیوں میں تبلیغ کے لئے ایک مشن قایم کرنے کی ضرورت ظاہر کرتے ہیں جیساکہ اس چٹھی سے اور ۳ - جون ۱۹۱۵ء کے نور سے ناظرین نے معلوم کرلیا ہوگا۔

مجھ کو نہایت افسوس کے ساتھ اپنے بھائی اور معزز بھائی اپنے ہمعصر اور معزز ہمعصر کی تحریک کے بعض پہلوؤں پر تنقید کی ضرورت محسوس ہوتی ہے۔ اور میں اگر اس کا اظہار نہ کروں تو مجھے اپنے قصور فرض کے الزام کو قبول کرلینا چاہیئے۔

تبلیغ اسلام کا سوال اور کام ایسا کام ہے۔ کہ نہایت خوش کن نہایت ضروری اور ہر مسلمان کا پہلا فرض ہے۔ اس حیثیت سے اس کام کی جسقدر قدر کی جاوے۔ اور جسقدر اسے وسیع کیا جاوے وہ تھوڑا ہے۔ مگر احمدی جماعت کے سامنے جو اشاعت اسلام اور تبلیغ کا سوال ہے وہ اپنے نہایت اہم پہلوؤں پر مشتمل ہے۔ احمدی سلسلے کا **نظام** اور اس کے کام کرنے کی ترکیب جن اصولوں پر رکھی گئی ہے۔ ان میں **وحدت** اور **امام** کے ہاتھ کے نیچے **وحدت** کو مقدم کیا گیا ہے۔ خواجہ صاحب نے **اشاعت اسلام** کے سوال کو لیا۔ اور ان کی ضرورتوں یا پیش آمدہ صورتوں نے ان کو اور ان کے دوستوں کو مجبور کردیا۔ کہ وہ اس وحدت کے **فضل** سے الگ ہوکر اپنا کام کریں **احمدی سلسلے** کی بعثت کی غرض اشاعت اسلام ہے پھر ہمیں کسی جدید **مشن** کی کیا ضرورت ہوسکتی ہے۔ ہاں یہ سچ ہے۔ کہ ایک درخت کی مختلف شاخیں ہوسکتی ہیں۔ سو اس سلسلے کے ماتحت صیغہ **اشاعت اسلام** اور **ترقی اسلام** محض اشاعت کا کام کررہے ہیں۔ اس لئے ہوسکتا ہے۔ کہ ترقی اسلام کے ماتحت ایک واعظ یا متعدد محض سکھوں میں تبلیغ کرنے کے لئے مبعوث کئے جاویں۔ اور وہ ان علاقوں میں جہاں اس کی ضرورت محسوس ہوتی ہے۔ جائیں۔ اور تبلیغ کریں +

احمدی جماعت کبھی پسند نہیں کرسکتی۔ کہ اس کی تبلیغ و اشاعت کے کام میں دوسرے لوگ جو غیر احمدی ہیں۔ دخیل ہوں۔ اس لئے کہ ان کے اور ہمارے اسلام میں فرق ہے۔ جیساکہ حضرت **خلیفہ اول** نے خواجہ صاحب کو لکھا۔ جماعت اس سے پہلے اس قسم کے خاموش اور بے جا طریق تبلیغ سے نقصان اور خطرناک نقصان اٹھا چکی ہے آیندہ وہ اسکا مزید تجربہ کرنے کو آمادہ نہیں ہوسکتی۔ علاوہ بریں ہماری کوئی تحریک جسکا قوم اور سلسلہ سے تعلق ہو۔ وہ کسی شخص واحد کے ہاتھ میں نہیں ہونی چاہیئے۔ بلکہ وہ حضرت **امام** کے ہاتھ میں ہو۔ خواجہ صاحب نے اوّل اوّل جب **پیغام صلح** شائع کیا۔ میں نے اس وقت اس سوال کو اٹھایا تھا۔ اور صدر انجمن نے بھی الحکم کی تائید کی۔ اور ایک باضابطہ ریزولیوشن بھی پاس کیا۔ لیکن خواجہ صاحب نے اس ریزولیوشن کی پرواہ نہ کی۔ اور نتیجہ جو نکلا۔ وہ قوم کے سامنے ہے۔

میرا مقصد اسوقت صرف اتنا ہی ہے۔ کہ سکھوں کیا دنیا کے تمام انسانوں میں تبلیغ کے لئے اکٹھے ہوجاؤ۔ اور زمین کے کناروں تک نکل جاؤ۔ لیکن حضرت امام کے ماتحت اور اس کے چلائے ہوئے طریقوں پر۔ پس میں اپنے معزز بھائی کی چٹھی کو شائع کرتا ہوں۔ اور قوم کو صرف ایک امر کی طرف توجہ دلاتا ہوں۔ کہ کیا **ترقی اسلام** کی موجودگی میں کسی جدید مشن کے قایم کرنے کی ضرورت ہے؟ کیا کوئی تحریک احمدی سلسلے میں ایسی ہوسکتی ہے۔ جس میں غیر احمدیوں کی **شمولیت** چاہی جاسکتی ہو؟ میرے معزز بھائی کی غرض چونکہ محض اشاعت اسلام ہے۔ اس لئے وہ میری اس تحریر سے فائدہ اٹھائیں گے۔

میں اپنے معزز ہمعصر کی خدمات کو عزت کی نظر سے دیکھتا ہوں۔ جنکا ذکر انہوں نے اپنی چٹھی میں کیا ہے۔ مجھے اس تحریک پر تنقید کی ضرورت نہ ہوتی۔ اگر یہ چٹھی غیر احمدی اخبارات میں شائع نہ ہوتی۔ ہم لوگوں کو اپنی تحریکوں میں صرف احمدی جماعت کو خطاب کرنا چاہیئے۔ اور صراحت سے کرنا چاہیئے۔

دوسرے مسلمان تو ایک طرف غیر مبائعین بھی ہمارے تبلیغی کام میں شریک نہیں ہوسکتے۔ ہاں اگر دوسرے مسلمان اپنی مرضی سے بلا ہماری تحریک اور خواہش کی اعانت کرتے ہیں۔ تو ہمیں اس کو خدا کا ایک فضل سمجھنا چاہیئے مختصراً میں اپنے معزز ہمعصر کی اس تحریک کا تو موید ہوں۔ اور بڑے زور سے موید ہوں۔ کہ سکھوں میں **تبلیغ** کے لئے

خاص انتظام ہونا چاہیئے - لیکن چونکہ یہ کام **ترقی اسلام** کررہی ہے۔ اس لئے کسی جدید انجمن کی ضرورت نہیں۔ بجز ایسے واعظین کی بے شک ضرورت ہے جو نانک پنتھیوں اور سکھوں میں کام کریں۔

میں احمدی جماعت کے مقاصد اور اغراض کو گذشتہ **چوتھائی صدی** کے اندر جو میرے اس سلسلہ میں کرنے کا زمانہ ہے۔ اور گذشتہ بیس سال کے اندر جب سے کہ میں اپنے قلم سے خدمت قوم کا موقعہ پا رہا ہوں۔ جسقدر سمجھ سکا ہوں وہ یہ ہے۔ کہ ایسی تحریکیں جو قومی رنگ اپنے اندر رکھتی ہوں وہ **امام** سلسلہ کے ماتحت ہوں۔ ہاں اگر حضرت امام کسی شخص یا اشخاص کو جداگانہ کام کرنے کی اجازت دے۔ تو میں اسے قوم اور سلسلے کے لئے **بابرکت** اور مفید سمجھتا ہوں۔ ورنہ میری ذاتی رائے یہی ہے۔ کہ وہ مفید راہ نہیں۔ **خواجہ صاحب** کی تحریکوں کی میں نے مخالفت نہیں کی۔ بلکہ انہیں اسی اصل کے نیچے لانے کی تحریک کی۔ اور میرے اس اظہار رائے کو ہمیشہ خواجہ صاحب اور ان کے خاص رازدار دوستوں نے مخالفت کا نتیجہ قرار دیا۔ مگر آج وہ دیکھتے ہیں۔ کہ **حق پر کون تھا؟**

میں اپنے عزیز بھائی سے۔ توقع کرتا ہوں۔ کہ وہ اپنی تحریک کو اگر **کامیاب** بنانا چاہتے ہیں۔ تو اس کی ایک ہی راہ ہے۔ کہ وہ ایسے **واعظین** حضرت امام کے ارشاد اور علم کے نیچے طیار کریں۔ اور ان کی دعاؤں کے ماتحت انہیں ان علاقہ جات میں جہاں وہ اس تبلیغ کی ضرورت سمجھتے ہیں روانہ کریں۔ بہرحال اب میں ماسٹر صاحب کی اصل تحریک کو ناظرین کی توجہ کے لئے ذیل میں درج کردیتا ہوں +

"اخی المکرم - السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ جناب سے یہ امر پوشیدہ نہیں ہوگا۔ کہ سکھوں اور نانک پنتھیوں کے واجب الاحترام گورو حضرت باوا نانک رحمۃ اللہ علیہ راسخ الاعتقاد مومن شخص تھے۔ یہ صرف مسلمان ہی نہیں کہتے۔ بلکہ جنم ساکھی کلاں۔ بھری آدگرنتھ صاحب۔ وار اں بھائی گورداس جی۔ غرضکہ سکھ صاحبان کی کل مسلمہ کتب حضرت اقدس باوا نانک رحمۃ اللہ علیہ کو صوم وصلوٰۃ کا پابند آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا گردیدہ اور حج کعبہ سے مشرف ہونا ظاہر کرتی ہیں۔ علاوہ پنجاب سندھ اور یوپی میں بھی بکثرت نانک پنتھی آباد ہیں۔ جو حضرت باوا نانک رحمۃ اللہ علیہ کو اپنا ہادی اور گورو مانتے ہیں۔ یہ مسلم علما سے ایک ریخبدہ فرو گذاشت ہوئی۔ کہ انہوں نے ابتدا میں اس گروہ کی طرف توجہ نہ کی۔ جن کا شروع اسلام سے تھا۔ جس کا نتیجہ یہ ہوا۔ کہ یہ گروہ

دور اور دور ہوتا چلا گیا۔

خاکسار نے ناگری - سندھی - گورمکھی - اردو میں ٹریکٹ چھپوا کر پنجاب - سندھ اور یو - پی کے سکھ صاحبان اور نانک پنتھیوں میں مفت تقسیم کئے - جنہیں ان دوستوں نے کمال اشتیاق سے پڑھا - اور ان ٹریکٹوں نے سکھ صاحبان اور نانک پنتھیوں میں حضرت باوا نانک رحمۃ اللہ علیہ کے متعلق ایک خیال اور تحریک پیدا کر دی ہے - اس گروہ میں پنجاب - سندھ اور یو - پی وغیرہ میں تبلیغ کے لئے میدان بہت وسیع ہے - سندھ اور یو - پی میں بعض نانک پنتھی احباب اسلام کے بہت قریب آرہے ہیں - ضرورت ہے - کہ اس قوم میں پورے جوش اور طاقت سے اشاعت اسلام کا کام شروع کیا جاوے - آپ خیال فرما سکتے ہیں - کہ اتنی بڑی قوم میں تبلیغ اکیلے انسان کا کام نہیں - خاکسار نے اپنی استطاعت کے مطابق اس قوم میں تبلیغ کرنے کے لئے کوئی دقیقہ باقی نہیں چھوڑ رکھا - ٹریکٹ لکھ کر مفت تقسیم کئے - اور حسب استطاعت مختلف جگہوں پر لیکچر بھی دیئے مگر یہ کار عظیم قوم کی متفقہ کوشش کو چاہتا ہے - ضرورت ہے - کہ اس کار عظیم کے لئے ایک انجمن قایم کی جاوے - جو اس کام کو اپنے ذمہ لے - اور اپنے پورے جوش اور طاقت سے اس کام کو شروع کر دے - خاکسار نے اس ضروری فرض کے متعلق اپنے ۳ - جون کے پرچہ میں **"سکھوں میں تبلیغ کے لئے ایک مشن کی ضرورت"** کے تحت ایک مضمون لکھا ہے - جو اس عریضہ کے ساتھ ارسال خدمت ہے براہ کرم آپ اسے ملاحظہ فرما دیں - چونکہ یہ ہم سب کا مشترکہ کام ہے - اس لئے جناب از راہ کرم اس ضروری اشاعت اشاعت اسلام کے فرض کے متعلق اپنی اخبار گوہر بار میں تحریک فرما دیں - تاکہ بہی خواہان ملت کی توجہ سے اس تبلیغ اسلام کے کار عظیم کے متعلق ایک انجمن قایم ہو جاوے - جو سندھ اور یو - پی اور پنجاب میں باقاعدہ اپنا کام شروع کر دے ؂

جس پرچہ میں جناب اس ضروری تحریک پر اپنی رائے کا اظہار فرما دیں - وہ پرچہ دفتر نور میں خصوصیت سے ارسال فرما کر شکریہ کا موقعہ دیں - والسلام

مخلص بندہ

شیخ محمد یوسف ایڈیٹر اخبار "نور" قادیان ضلع گورداسپور

سلسلہ کے متعلق

احمدی انجمنوں کی توجہ طلب

الحکم کی کسی گذشتہ اشاعت میں احمدی انجمنوں کو توجہ دلائی گئی تھی - کہ وہ اپنے باقاعدہ اجلاس کر کے اس امر کا فیصلہ کریں - کہ ان لوگوں کو جو حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی الوصیت کی شرط نمبر ۱ کے ماتحت مجلس معتمدین سے قابل اخراج ہیں - صدر انجمن کو انہیں علیحدہ کر دینا چاہئے - بعض انجمنوں نے اس پر توجہ کر کے متفقہ ریزولیوشن بھیج دیا ہے - کہ صدر انجمن ان کو خارج کرے - دوسری انجمنوں کو بھی بہت جلد یہ سوال اپنی انجمنوں میں پیش کر کے فیصلہ کرنا چاہئے - صدر انجمن میں جب تک یہ ریزولیوشن بیرونی انجمن کی طرف سے پیش نہ ہو - ممکن ہے - یہ سوال معرض التوا میں رہے - لیکن ہم چاہتے ہیں - کہ بہت جلد اس کو اب فیصل ہونا چاہیئے ؂

شادی فنڈ اور شادی کا رجسٹر

قادیان کی مقامی ضرورتیں ہر طرح بڑھ رہی ہیں - بہت سے احباب قادیان میں آکر اصالتاً یا وکالتاً نکاح کرنا بابرکت سمجھتے ہیں - اس لئے قادیان کی انجمن احمدیہ نے یہ مناسب سمجھا ہے - کہ ایک باقاعدہ **شادی کا رجسٹر** کھولا جاوے - تاکہ ہر ایک نکاح جو یہاں پڑھا جاوے - اس رجسٹر میں درج ہوتا رہے - رجسٹر آئندہ نہ صرف قومی تاریخ کا ایک جزو ہو سکے گا - بلکہ خدانخواستہ اگر کوئی تنازعہ فریقین میں پیدا ہو - تو اس کے ذریعہ آسانی سے طے ہو سکے گا - اس لئے ہر ایک بھائی کو جو یہاں آکر نکاح کرتے ہیں - یاد رکھنا چاہئے - کہ وہ ہر ایسے نکاح کو اس رجسٹر میں درج کرا دیں - جو دفتر سکرٹری انجمن احمدیہ قادیان میں رکھا رہیگا - اور چونکہ خوشی کی تقریبوں پر ہر شخص اپنی وسعت اور حوصلہ کے موافق بہت کچھ خرچ کرتا ہے - حضرۃ مسیح موعود علیہ السلام کے طفیل اور برکت سے بہت سی فضول رسمیں اور ناروا اخراجات کے بوجھ ہماری گردنوں سے اتر گئے ہیں - اس لئے اس کے شکریہ میں ہمارے دوستوں کو قادیان کی مقامی ضرورتوں کے لئے اس **شادی فنڈ** میں کچھ نہ کچھ داخل کرنا چاہئے ؂

اس قسم کی رقوم الا غرباء اور مساکین مہاجرین اور نومسلموں کے نکاح کے وقت کام آسکیں گی - جو یہاں رہتے ہیں - اور کوئی وجہ معاش نہیں رکھتے - یا مستحق امداد ہیں - امید ہے احباب اس کار خیر میں کسی قسم کا مضائقہ نہیں کریں گے

مدرسۃ البنات قادیان

قادیان کے مدرسۃ البنات کو مضبوط کرنے اور نہایت عمدہ حالت میں لانے کے لئے متعدد مرتبہ توجہ دلائی گئی ہے - مگر وہ ابھی تک اپنی ابتدائی حالت میں ہے - اس کے بالمقابل شیخ عبدالرحمن صاحب نومسلم (جو مصر تعلیم کے لئے گئے ہوئے ہیں اور آجکل واپس آرہے ہیں) کی اہلیہ نے جو سکول اپنے گھر میں کھول رکھا ہے وہ کامیاب حالت میں چل رہا ہے - لڑکیاں کیا بلحاظ تعداد کے اور کیا بلحاظ قرآن خوانی کے مدرسۃ البنات سے نسبتاً بہت بہتر حالت میں ہیں - میں نے ایک مرتبہ آنریری استانیوں کے ذریعہ ایک مدرسۃ البنات کھول دینے کی تجویز کی تھی - کیونکہ شروع میں بھی مدرسۃ البنات میری اپنی ہی تحریک اور تجویز سے جاری ہوا تھا - اور مجھے اس مدرسہ کی ضرورت اب بھی اسی طرح محسوس ہوتی ہے - کہتے ہیں مدرسہ میں لائق استانیاں نہیں ملتی ہیں - مگر میں سمجھتا ہوں - کہ پوری کوشش نہیں ہوتی - اگر ناظمان مدرسہ توجہ کریں - تو تنخواہ دار تو ایک طرف آنریری استانیاں بھی مل جانی ممکن ہیں - ہمارے قادیان کے سب پوسٹماسٹر صاحب سید عبدالغنی شاہ صاحب کی بیوی بھی ایک قابل تعلیم یافتہ خاتون ہے - اور اگر میں غلطی نہیں کرتا - تو وہ ایک اچھی **استانی** ہو سکتی ہے - جہاں شاہ صاحب نے قادیان کے قیام کے لئے اپنی آئندہ ترقی کو رکوا دیا ہے - اور ایسی قربانی کی ہے - کیا ان کی **بیوی** قادیان کے مدرسۃ البنات کے لئے اتنی قربانی نہیں کر سکتی ؟ کہ وہ آنریری طور پر مدرسہ میں کام کریں - تو ان کا وقت مفید اور بابرکت ہو سکتا ہے مجھے اہلیہ سید عبدالغنی شاہ صاحب سے توقع کرنی چاہئے - کہ وہ اپنی قابلیتوں سے مدرسۃ البنات کو فائدہ پہنچانے میں بخل سے کام نہ لیں گی ؂

ورود - شیخ عبدالرحمن صاحب نومسلم مصر سے تعلیم حاصل کر کے ۲۲ - جون ۱۵ء کو قادیان پہنچنے والے ہیں -

79

کسی جگہ کی سیر کا لطف

کبھی آ ہی نہیں سکتا۔ جب تک کہ اس جگہ کی گائیڈ آپ کے پاس نہ ہو۔ کوئی انگریز گائیڈ [illegible] شہر میں جانا پسند ہی نہیں کریگا۔ چاہے اس کے درجنوں دوست وہاں موجود ہوں۔ شملہ جاکر اگر آپ پورا لطف اٹھانا چاہتے [illegible]

[illegible] پنڈت [illegible] ویدکی تیار کردہ

سیر شملہ

کو پاس رکھو۔ اس کو پنڈت جی نے بڑے شوق سے خود ہر ایک جگہ کی سیر کرکے لکھا ہے۔ کل سیرگاہیں [illegible]۔ پہاڑی لوگوں کے حالات ان کی رسوم۔ گورنمنٹ و کمیٹی کے قواعد۔ عمارتوں اور انسٹیٹیوشنوں کا بیان۔ خرید و فروخت کی اشیاء۔ رستے کے اور ارد گرد کے بیس بیس میل تک کے حالات۔ ہر سیرگاہ پر جانے کے وسائل ان کا مفصل بیان اس طرح کیا ہے۔ کہ گویا پڑھتے ہی آپ سیر کر رہے ہیں۔ وہاں کی بوٹیوں کا بھی بیان ہے۔ جوکہ دیکھنے کے قابل ہے۔ جو لوگ شملہ جانے والے ہوں۔ یا شملہ پہنچ گئے ہوں۔ ان سب کو فوراً اس کو منگوانا چاہئیے۔ آپ کا وہاں دوست ہے بھی۔ تو بھی ایسی کتب میں بہت سی باتیں ایسی ملتی ہیں جوکہ ان کو معلوم نہیں ہوتیں۔ میں تو کہتا ہوں۔ کہ جو شملہ نہیں جانا چاہتے۔ ان کو بھی منگوا کر شملہ کی سیر کا گھر بیٹھے لطف اٹھانا چاہئیے ٭

کاش! کہ ہمارے لوگوں کے اندر رہنما کتب پاس رکھنے کا شوق زیادہ ہوتا۔

قیمت برائے نام .... ۸ر فی جلد مجلد

ملنے کا پتہ :- **مینیجر کارخانہ امرت دھارا لاہور (برانچ)**

ایک نعمت

دق۔ سوزش حلق۔ دمہ کے مریضوں کیلئے ایک بڑی نعمت

کاسنتک گولیاں درحقیقت مذکورہ بالا امراض کا فوراً خاتمہ کردیتی ہیں۔ اور پھیپھڑوں کے امراض کا مجرب علاج ہیں۔ حلق کی غرغراہٹ آواز کے بھدے پن اور دوسری تمام شکایات کے لئے جو موسم کی تبدیلی یا سردی کے ہوجانے سے پیدا ہوجاتی ہیں۔ ان گولیوں کے استعمال سے دور ہوتی ہیں۔ گولیوں کے لئے بڑھاپے میں اپنی آواز برقرار رکھنے کے لئے بہت ضروری ہیں۔

قیمت فی ڈبیہ ۵۰ گولیاں عہ

وید شاستری منی شنکر گووندجی آسنتک نگرہ فارمیسی جام نگر کاٹھیاواڑ

بچوں کی تندرستی

والدین کیلئے ہمیشہ گہرے تعلق خاطر موجب ہوتا ہے۔ بچہ تندرست نہ ہو تو اسکو فوراً اسکاٹس امیشن دینا چاہیے اس کے دودھ میں چند قطرے ملا کر دینے سے بچہ میں بڑا فرق ہو جاتا ہے۔ جو تندرستی کی یقینی علامت ہے۔ استعمال کے چند روز بعد نتیجہ معلوم ہو جاتا ہے۔

اسکاٹ اینڈ بون مینوفیکچرنگ کمسٹس لنڈن

زہریلی گیسوں کا استعمال

معاہدہ ہیگ سے جرمنی کی طرف عملی خلاف ورزی

جرمنی نے اس جنگ میں تہذیب اور شرافت کا جو خون کیا ہے اور انسانیت کے خلاف جو کارنامے کئے ہیں وہ ہمیشہ دنیا کی تاریخ میں اسکے لئے لعنت کا موجب ہونگے ابتدائے جنگ سے اسوقت تک اس نے نہ صرف ہر قسم کے وحشی پن اور سفاکانہ کارروائی میں جدت طرازی کی ہے بلکہ تمام معاہدات اور قول و قرار توڑ ڈالنا نہ عظمت ہی نہیں انسان کی اخلاقی حالت کا ایک معمولی معیار ہیں۔ توڑ ڈالا ہے وہ میدان جنگ میں ایک عہد شکن انسان کی شکل میں آیا ہے۔ حال میں اس نے گلوگیر زہریلی گیسوں کے استعمال سے اپنی عہد شکنیوں میں ایک اور اضافہ کیا ہے جو کلنک کے ٹیکے کی طرح اس کی پیشانی پر نمایاں رہیگا۔ ہیگ کانفرنس کے معاہدہ میں جو ایسی گیسوں کے میدان جنگ میں استعمال نکرنے کی صریح ہدایت ہے۔ اور اس پر جرمنی کے دستخط ہیں۔ اور اس راز کا اب فاش کیا گیا ہے۔ برطانوی وزیر جنگ لارڈ کچنر نے کسی گذشتہ موقعہ پر حوالہ دیا کہ زہریلی گیسوں کا سامان جنگ کے طور پر استعمال کرنا معاہدہ ہیگ کے صریح خلاف ہے۔ اس معاہدہ پر جرمنی کے نمائندے کے بھی دستخط ہیں چنانچہ ۲۸۔ اپریل کو ہوس آف لارڈز میں لارڈ کچنر نے اثنائے تقریر میں فرمایا۔

جرمنوں نے زہریلی اور تباہ کن گیسوں کے استعمال سے اپنے دشمنوں کی تباہی کی نئی تدبیر ایجاد کی ہے۔ اور وہ ان زہریلی تجاویز کو اسوقت استعمال کرتے ہیں جبکہ قوانین جنگ کے لحاظ سے ان کے حملہ کی ناکامی ممکن ہو۔

میں اس معاملہ خصوصی میں لارڈز کو یاد دلاتا ہوں۔ کہ معاہدہ ہیگ کی دفعہ ذیل پر جرمن نے دستخط کئے تھے

تمام دول معاہدین متفق ہو کر اوپر سے پھینکنے والی اشیاء کو ممنوع قرار دیتی ہیں جن کے پھٹنے سے تباہ کن اور زہریلی گیسیں پیدا ہوں"۔ اس معاہدہ پر مندرجہ ذیل طاقتوں نے دستخط کئے ہیں۔

برطانیہ عظمیٰ ۲۹۔ جولائی ۱۸۹۹ء بلجیم۔ ڈنمارک سپین سلطنت متحدہ مکسیکو۔ فرانس۔ یونان۔ ہالینڈ۔ پرشیا۔ پرتگال رومانیا۔ روس۔ سیام۔ سویڈن ناروے۔ ٹرکی۔ بلگیریا جرمنی ۴ ستمبر ۱۹۰۰ء آسٹریا ہنگری۔ اٹلی۔ جاپان (۶۔ اکتوبر ۱۹۰۰ء) سوئزرلینڈ (۲۹ دسمبر ۱۹۰۰ء) سرویا۔ (۱۱ مئی ۱۹۰۱ء) لکسمبرگ (۱۲۔ جولائی ۱۹۰۱ء) چاتنا (۲۱ نومبر ۱۹۰۴ء)

ناظرین مندرجہ بالا حالات کے علم کے بعد قیاس نہیں یقین کریں گے۔ کہ جرمن نے کسطرح تہذیب و تمدن کو کچل کر انسانی اخلاق اور معاہدات کی خلاف ورزی اور ہتک کی ہے۔ اسلئے انسانیت اور شرافت کو قائم رکھنے کیلئے ضروری ہوگا۔ کہ ایسے دیوانہ کو مٹا دیا جائے۔

[illegible]

[illegible]

آئی او ڈائیڈ ز ڈ سالسہ

نمبر ۲

گرمی و گٹھیا کی وجہ سے جسم میں چکتا کا ہونا۔ زخم کا ہونا درد۔ پھوڑا پھنسی اور رنگ سیاہ یا ناطاقتی کیوجہ سے خون خراب ہو گیا ہو۔ تو اس کے لئے یہ سالسہ نہایت ہی مفید ہے۔ کیونکہ اس میں پوٹاس آئی او ڈائیڈ وغیرہ آزمودہ ادویات دیکر بنا ہے۔ اس لئے کم مقدار میں زیادہ فائدہ کرنے والا ہے۔ اور اس کے استعمال میں کسی چیز کا پرہیز نہیں ہے۔ کھانے پینے میں کسیطرح کا روک ٹوک نہیں ہے۔ فہرست منگا کر ملاحظہ فرمائیے

قیمت فی شیشی عہ۔ ڈاک محصول ۶ر

ادویات ہر جگہ دوکانداروں اور دوا فروشوں سے ملیں گی۔ ورنہ کارخانہ سے طلب فرمائیے۔

فصلی بخار و طحال کی دوا

نمبر ۱

ڈاکٹر ایس کے برمن کی یہ دوا تیس برس سے سارے ہندوستان میں گھر گھر مشہور ہے۔ اور بچے سے ضعیف تک اس کے فائدہ سے آگاہ ہیں۔

۱۔ یہ ملیریا کے کیڑوں کو ہلاک کرتی ہے۔

۲۔ اس کے چار پانچ ہی خوراک سے بخار کا آنا بند ہو جاتا ہے۔

۳۔ یہ طحال کو فوراً گلا دیتی ہے۔ اور خون کو گاڑھا بنا کر قوی کو مضبوط کرتی ہے۔

قیمت بڑی شیشی ۱؍۴ چھوٹی شیشی ۸ر

محصول ۶ر ۵ر

ادویات ہر جگہ دوکانداروں اور دوا فروشوں سے ملیں گی۔ ورنہ کارخانہ سے طلب فرمائیے۔

ڈاکٹر ایس کے برمن نمبر ۵ و ۶ تاراچند دت سٹریٹ کلکتہ